هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

وہی بدلہ پاؤگے جو تم کرتے تھے

از تصانیف جامع العلوم والکمال

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی

# جزاء الاعمال

مدینہ پریس بجنور میں

باہتمام مولوی محمد مجید حسن صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بار اول ۱۰۰۰ جلد　　نومبر ۱۹۲۷ء　　قیمت ۳/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تجلب النعم بطاعتہ والنقم بمعصیتہ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا محمد نبیہ الذی جعل العز لمن والاہ والذل والھوان علی من عاداہ وعلی آلہ واصحابہ الذین اتبعوہ فی المنشط والمکرہ والیسر والعسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ووفقنا للتاسی بھم

امابعد یہ ناچیز ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے۔ کہ طاعت میں کاہلی وغفلت اور معاصی میں انہماک وجرات وظاہر ہے جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ وسیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں اسکی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اسکا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبۂ صفات نفس کے سبب دنیا کی جزا وسزا پر چونکہ وہ سردست واقع ہوجاتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے پھر عالم آخرت میں بھی جزا وسزا کے وقوع کو گو عقیدۃً ان اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر واثر میں وسبب ومسبب میں سمجھنا چاہئے اور اسباب ومسببات دنیویہ میں سمجھتے بھی ہیں وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ قریب قریب اسطرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جسکو چاہیں گے پکڑ کر سزا دیدیں گے جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالا مال کردینگے اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل ہی نہیں ہے حالانکہ یہ خیال بے شمار آیات واحادیث صحیحہ کے

---

سہ کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جسمیں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نجاویگا انتہیٰ دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا

خلاف ہے چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے اس مرض کے دفع کرنے کے لئے دوامر ضروری خیال میں آئے **اول** کتاب وسنت وملفوظات محققین سے یہ دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا وسزا واقع ہوگی ایسے ہی دنیا میں بھی بعض آثار اُن کے واقع ہوئے ہیں۔ **دوسرے** یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال میں اور ثمرات آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے میں اور کھانا پکانے میں یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہوجانے میں یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ سردست جزا اور سزا ہوجانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانۂ دنیا پر کارخانۂ آخرت کے مرتب ہونیکے غلبۂ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہوجانا سہل ہے آیندہ توفیق وامداد حق سبحانہ وتعالیٰ کے جانب سے ہے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اُردو میں جمع کیا جاتا ہے اور **جزاء الاعمال** اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالۂ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا **مقدمہ** اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزا اور سزا میں دخل ہے **باب اول** اس بیان میں کہ گناہ کرنیسے دنیا کا کیا نقصان ہے **باب دوسرا** اس بیان میں کہ طاعت وعبادت کرنے سے دنیا کا کیا نفع ہے **باب تیسرا** اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔ **باب چوتھا** اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے **خاتمہ** بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جسکے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لئے باعثِ بیباکی ہوگئے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی تکمیل فرمائے اور اسکو ذریعہ ہدایت ورشد کا بنائے اور جو ظاہری یا باطنی خطا مجھ سے سرزد ہوجاوے اس کو معاف فرمائے آمین والآن نشرع وبہ نستعین

---

حاشیہ: یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اعمال پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جاوے جزو اخیر علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وبس گو یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے سو عمل بھی علت تامہ کا ایک جزو ٹھہرا۔ قال اللہ تعالیٰ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین

# مقدمہ

اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا و سزا کے قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے جس سے وہ منع کئے گئے تھے سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی اور ارشاد ہے فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ یعنی جب انھوں نے ہم کو ناخوش کیا ہمنے اُنسے بدلہ لیا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا اور ارشاد ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ یعنی تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فیصلہ کر دیں اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں اور ارشاد ہے لَوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت اور ارشاد ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں اور کہیں بائے سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یعنی یہ سزا بسبب ان اعمال کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور ارشاد ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے ہے جسکو تم کرتے تھے۔ اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انھوں نے انکار کیا ہماری نشانیوں کا اور کہیں فائے سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ یعنی انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول کی پس پکڑ لیا ان کو اور ارشاد ہے فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ یعنی ان لوگوں نے موسیٰ و ہارون علیہم السلام کی تکذیب کی پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں سے کہیں کلمہ لولا وارد ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ یعنی اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنیوالوں سے نہ ہوتے تو ٹھہرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک صاف معلوم ہوتا ہے

کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی کہیں لفظ لو آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جسکی وہ نصیحت کئے جاتے ہیں تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں۔ کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے۔

# باب اوّل

اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے یوں تو یہ مضرتیں اس کثرت سے ہیں جنکا شمار نہیں ہوسکتا۔ مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات واحادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں اس کے بعد کسی قدر تفصیل وترتیب سے لکھیں گے۔ قران مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصّے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں، کسکو معلوم نہیں۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا یہی نافرمانی ہے۔ جسکے بدولت وہ ملعون ہوا صورت بگاڑ دی گئی باطن تباہ ہوگیا بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی قرب کے عوض بُعد حصہ میں آیا تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک جھوٹ فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا وہ کون چیز ہے جس سے کہ ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا یہاں تک کہ زمین پر ٹپک ٹپک کر مارے گئے وہ کون چیز ہے جس سے کہ قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام ہلاک ہوگئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں، آسمان تک لے جاکر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا اور پیچھے سے اسکا گھر اسباب اس کے ہمراہ ہوا وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور انکو زیر و زبر کر ڈالا اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔ اور

وہ کون چیز ہے جس نے انہیں بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا کبھی قتل ہوئے کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے کبھی ظالم بادشاہ انپر مسلط ہوئے کبھی وہ ........

سور بندر بنائے گئے وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا ان قصوں کو جا بجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَہُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ یعنی اللہ تعالی ایسے نہیں ہیں کہ انپر ظلم کرتے لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے دیکھئے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا کیا خرابیاں بھگتیں امام احمدؒ نے روایت فرمایا ہے کہ جب قبرس فتح ہوا جبیر بن نضیر نے ابو الدرداءؓ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انسے عرض کیا کہ اے ابو درداؓ ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالی نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیرؓ افسوس ہے تم نہیں سمجھے جب کوئی قوم اللہ تعالی کے حکم کو ضایع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالی کے نزدیک کیسی ذلیل و بیقدر ہو جاتی ہے دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل و خوار ہونا جسکو تم اسوقت ملاحظہ کر رہے ہو۔ اور مسند میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ یعنی بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جسکو وہ اختیار کرتا ہے۔ ابن ماجہ میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ جب کسی قوم میں بیحیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہونگے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہونگے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوۃ کو مگر بند کیا جاویگا باران رحمت اُن سے اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دیگا اللہ تعالی ان پر ان کے دشمن کو غیر قوم سے بجبر لینگے اُن کے اموال کو ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت

عائشہ صدیقہ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا انھوں نے فرمایا جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بیباکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔ عمر بن عبدالعزیز نے جا بجا شہروں میں حکمنامے بھیجے جنکا مضمون یہ ہے بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت عتاب الٰہی ہے میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لئے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات کرے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى[1] اور کہو جسطرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور جسطرح کہ نوح علیہ السلام نے کہا تھا وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ اور جسطرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں بادشاہوں کا مالک ہوں ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کو اسپر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انھیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں۔ تم بادشاہوں کے بُرا کہنے میں مشغول مت ہو میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔ امام احمدؒ نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری طاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے۔ اور امام احمدؒ نے وکیعؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

[1] تحقیق فلاح پائی اس شخص نے جسنے پاکی حاصل کی اور ذکر نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی اور بعضوں نے تزکی زکوٰۃ سے لیا ہے ظاہراً عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک یہی تفسیر ہے منہ ۱۲ ف نزول بلا کے وقت

عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنیوالا خود ہجو کرنے لگتا ہے اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں۔ آسانی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لئے فصلیں مقرر کی جاویں۔

فصل ۱ ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعی کو وصیت فرمائی تھی۔ انی اری اللہ تعالیٰ قد القی علیٰ قلبک نورا فلا تطفئہ بظلمۃ المعصیۃ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے۔ سو تم اسکو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲ ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے اس مضمون کی حدیث اوپر آچکی ہے

فصل ۳ ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو سمجھ سکتا ہے کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی انھوں نے فرمایا۔ ؎ اذا کنت قد اوحشتک الذنوب ۞ فدعہا اذا شئت واستانس[۱]

فصل ۴ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھکر دل نہیں لگتا اور جسقدر وحشت بڑہتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے اسکا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ میرے پوری طرح مطیع نہیں رہتے

فصل ۵ ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کار روائیوں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ کرنیسے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ہی ترک تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں[۲]

---

[۱] یعنی جب وحشت میں ڈالے تجکو گناہ سو تجکو جب رفع وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کرے

[۲] قال اللہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ۱۲۔

فصل ۲۶ ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے ذرا بھی دل میں غور کیا جاوے یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت وضلالت وجہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے فاسق کیسا ہی حسین وجمیل ہو مگر اسکے چہرے پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق قلب میں نور رزق میں وسعت بدن میں قوت لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی قبر اور قلب میں ظلمت بدن میں سستی رزق میں تنگی لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے

فصل ۲۷ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے۔ رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کا تابع ہے اب یہ کمزور ہے وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو کفار فارس وروم کیسے قوی الجثہ تھے مگر صحابہؓ کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔

فصل ۲۸ ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک طاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی پرسوں تیسری رہ گئی یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

فصل ۲۹ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اسکی برکت مٹتی ہے کیونکہ بر نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجئے اور یہ شبہ بہت ہی ضعیف ہے کہ... عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں امیری اور غریبی صحت مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھکر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیے۔ فصل ۳۰ ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے دوسری تیسرے کا اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اسکی عادت

ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اسکو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نکرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف ولذت بھی نہیں رہتی

فصل ١١ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آجاتی ہے

فصل ١٢ ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو برا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے ایسا شخص معافی سے دور ہو جاتا ہے جیسا ارشاد فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُلُّ اُمَّتِی مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرِیْنَ وَاِنَّ مِنَ الْاِجْهَارِ اَنْ یَّسْتُرَ اللّٰهُ عَلَی الْعَبْدِ ثُمَّ یُصْبِحُ یَفْضَحُ نَفْسَهٗ وَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ عَمِلْتُ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا وَکَذَا فَتَهَتَّکَ نَفْسَهٗ وَقَدْ بَاتَ یَسْتُرُهٗ رَبُّهٗ

خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا خود اپنی پردہ دری کی حالانکہ خدائے تعالیٰ نے چھپا لیا تھا۔ اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے اسی واسطے ایک بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ١٣ ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی نہ کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے۔ کم ناپنا تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے غلو و فساد فرعون اور اسکی قوم کی میراث ہے تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع و ہیئت بنائے ہوئے ہے مسند احمد میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ ان ہی میں شمار ہے

فصل ١٤ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر

دخوار ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ یعنی

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت  بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اسکے ظلم و شرارت کے اسکی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عزت و عظمت نہیں رہتی

فصل ۱۵؎ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح اسکا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں گناہ کی سزا تو الگ ہوگی یہ لعنت اس پر طرہ ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنیوالے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جب کہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے

فصل ۱۶؎ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور اور فساد آجاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدائے تعالیٰ کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں قرآن مجید منع کر رہا ہے موت منع کر رہی ہے دوزخ منع کر رہی ہے گناہ کرنے سے اسقدر سرور و لذت نصیب نہ ہوگا جسقدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے۔

فصل ۱۷؎ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھکر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گودوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے پر اور دینے والے

پر اور اسکے لکھنے والے اور گواہ پر۔ اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنیوالے پر اور جس کیلئے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اسکو شرط ٹھہرایا جائے اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اُس کے نچوڑنے والے پر اور نچوڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانیوالے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لئے لاد کر لائی جاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے اُس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والوں پر اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوطؑ کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچاوے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں سجدہ کریں یا چراغ رکھیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکا دے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو عورت کی پیچھے مقام میں صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچائے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو احکام خداوندی کو چھپاوے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جنکو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایماندار ہیں زنا کی تہمت لگاوے۔ اور لعنت فرمائی اُس شخص

پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ٹھیک راہ بتاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی لعنت کا مورد ہوگیا۔ نعوذ باللہ۔

**فصل ۱۸** ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنیسے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپکی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخشدیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچالیجئے دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس حالت میں گناہ کرکے وہ راہ چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا

**فصل ۱۹** ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنیسے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ پانی ہوا غلہ پھل ناقص ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ یعنی ظاہر ہوگیا بگاڑ جنگل میں اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جنکو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوتا تھا۔ اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانہ کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اسکی برکتیں عود کر آویں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا۔ اور

وہ اُسکے سایہ میں بیٹھ سکیں گے۔ انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

**فصل نمبر ۲۰** ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنیسے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گذرے تھوڑا ہے اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں

**فصل نمبر ۲۱** ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔ بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

**فصل نمبر ۲۲** ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنیسے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے حضرت علی[۱] کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوگی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے

**فصل نمبر ۲۳** ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے۔ مومن برّ محسن مطیع منیب ولی ورع مصلح عابد خائف اوّاب طیب رضی تائب حامد راکع ساجد

---

[۱] کسیکو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنیوالونکو مزے عیش میں دیکھتے ہیں کیونکہ یہ استدراج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم غصہ سے سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق یاد نہ نکلے اس وقت اکٹھی سزا ہو ۱۲ منہ

متقی مسلم قانت صادق صابر خاشع متصدق صائم عفیف ذاکر ونحو ذالک جب برا کام کیا یہ خطابات ملے فاجر فاسق عاصی مخالف مسی مفسد خبیث مسخوط زانی سارق قاتل کاذب خائن لوطی غادر قاطع رحم متکبر ظالم ملعون جاہل وغیرہ ذالک۔

فصل ۲۴ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جسکے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جسطرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب وزبان ودست وپا چشم وگوش سب اعضا کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

فصل ۲۵ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے کہیں عزت میں فرق نہ آجاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ کے یہی معنی ہیں

فصل ۲۶ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالت حیوۃ میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں ایک تاجر اپنے ایک عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اسکو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں وہ مر گیا کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا اللہ کیواسطے ایک پیسہ اللہ کے واسطے ایک پیسہ اس میں تمام ہو گیا اسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات اس وقت کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے خدا جانے اور کیا گذرتی ہوگی۔ خدا کی پناہ۔

فصل ۲۷ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ اس نے گانا شروع کیا تاتان تننا اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے تم پڑھواتے ہو اس سے مجھے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں

وہ بھی یوں ہی مرا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑ لیتا ہے۔ اللھم احفظنا

**رجوع بہ مقصود** یہ چند مضرتیں دنیوی ہیں جو گناہ کرنیسے لاحق ہوتی ہیں اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن وحدیث میں غور کرنیسے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں جو عنقریب مختصراً مذکور ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ عاقل ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ ذرا سی اشتہائے کاذب کیلئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد و مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین آمین۔

# دوسرا باب

اس بیان میں کہ طاعت وعبادت واعمال صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اوپر مذکور ومفہوم ہوچکے اس میں چند فصلیں ہیں۔

**فصل ١** اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو اب نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن مرادیہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے تورات وانجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد تورات وانجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے

**فصل ٢** اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنی اگر وہ لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انھوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

**فصل ۳** اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکے لئے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ برکت تقویٰ کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

**فصل ۴** اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے اس کے کام میں آسانی۔ مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے

**فصل ۵** اس بیان میں کہ طاعت سے زندگی مزیدار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالےٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی بالطف ولذت فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف وراحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں

**فصل ۶** اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اولاد ہوتی ہے باغ بستا ہے نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ

كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنّٰتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشوالو اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے ... تمہارے اموال اور اولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لیے باغ اور مقرر کریں گے تمہارے لیے نہریں۔

فصل ۶۔ اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر و برکتیں نصیب ہوتی ہیں ۱ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شر کو) اون لوگوں سے جو ایمان لائے ۲ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ان کے لیے حامی و مددگار ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے ان کے دلوں کو قوی رکھو قال اللہ تعالیٰ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت کو یاد کرو جب کہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے سچی عزت عنایت ہونا قال اللہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے عزت اور اُن کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے۔ مراتب بلند ہونا قال اللہ تعالیٰ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔ دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کیے عمل بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت اور ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ یعنی مقرر کی جاتی ہے اُس کے لیے قبولیت۔ دنیا میں اس قبولیت کا کبھی یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات و جمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔ ...

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

قران مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دیجئے کہ وہ قران ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔ اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں۔ نصوص فضائل ایمان کو تتبع کرنے سے اس دعوی کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

فصل ۸ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی کہد یجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمکو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخشدیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھیرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل ۹ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے روز بروز نعمتوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم شکر کرو گے البتہ زیادہ دوں گا تم کو۔

فصل ۱۰ اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو بس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

فصل ۱۱ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت و اطمینان پیدا ہو جاتا ہے جسکی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے قال اللہ تعالیٰ

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل قال العارف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

بفراغ دل زمانے نظرے بماہرو‌ے — بہ از آنکہ چتر شاہی ہمہ روز ہای و ہوئے

ایک اور بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیمروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد — در دل اگر بود ہوسِ ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب — من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب تو وہ بڑے مزیدار عیش میں ہیں دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس یہ غریب دنیادار دنیا سے رخصت ہو گئے نہ انھوں نے عیش دیکھا نہ مزہ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں کبھی یہاں تک اس لذت کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذت قرب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں اور جو یہ لذت نہیں تو جنت کو ہیچ قرار دیتے ہیں قال العارف الرومی

ہر کجا دلبر بود خرم نشیں — فوق گردوں است نے قعر زمیں

ہر کجا یوسف رخی باشد چو ماہ — جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ

با تو دوزخ جنت ست اے جانفزا — بے تو جنت دوزخ است اے دلربا

اب غور کرنیکا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی۔

**فصل ۱۲** اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ فی قصۃ خضر علیہ السلام۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے انکا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا پس خدائے تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ

یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا سبحان اللہ نکوکاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں۔ آج کل لوگ اولاد کے لئے طرح طرح کے سامان جائداد اور روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑ جانے کی فکر کرتے ہیں سب سے زیادہ کام کی جائداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے

**فصل ۱۳** اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں حدیث شریف میں اسکی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے مثلاً خواب میں دیکھا کہ میں بہشت میں چلا گیا یا اللہ کے زیارت سے مشرف ہوا یا اسطرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت اور قلب کو فرحت ہو گئی

**فصل ۱۴** اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ۔ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں پھر وہ مستقیم رہے اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جسکا تم وعدہ کئے جاتے تھے ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کرینگے تمہارے نفس اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگوگے بطور مہمانی کے بخشنے والے

مہربان کی طرف سے۔ دیکھئے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

**فصل ۱۵** اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قاله المفسرین صبر اور نماز سے۔ حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے۔ امام ترمذیؒ نے حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اسکو چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کرے مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّسَلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

**فصل ۱۶** اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملہ میں یہ تردد کہ کیونکر کرنا بہتر ہوگا رفع ہو جاتا ہے اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر نفع و خیر ہی ہو احتمال ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے امام بخاری نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو (یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا) مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ

---

۱؎ یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں ۱۲ منہ

اور ایک ؎ روایت میں بجائے فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری کے یہ الفاظ ہیں
عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ
اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے
جو اوپر مذکور ہوئی فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ
اَرْضِنِیْ بِہٖ ؎ ہے کام کا نام بھی لیوے یعنی بجائے ہذا الامر کے کہے مثلاً ہذا السفر یا ہذا النکاح یا مثل
اس کے ۔

فصل ۱۷ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں ترمذی نے ابوالدرداء و ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا ۔

فصل ۱۸ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر بیع بولیں بائع و مشتری اور ظاہر کر دیں اپنے اپنے مال کی حالت برکت ہوتی ہے دونوں کے لئے ان کے معاملے میں اور اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے معاملہ کی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ۔

فصل ۱۹ دینداری سے بادشاہی باقی رہتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر خلافت وسلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا جو شخص ان سے مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں ۔

فصل ۲۰ بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا

؎ پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے ؎ یا فقط دل میں اسکو سوچ لے ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو یعنی جس میں خواری و فضیحتی ہو یا خاتمہ برا ہو نعوذ باللہ

فصل ۲۱ دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مٹاتی قضا کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے

فصل ۲۲ سورۂ یٰسٓ پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں عطا ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھکو یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سورۂ یٰسٓ پڑھے شروع دن میں پوری کی جاویں گی اسکی تمام حاجتیں روایت کیا اس کو دارمی نے۔

فصل ۲۳ سورۂ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سورۂ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں نہ پہونچیگا اس کو فاقہ کبھی روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں

فصل ۲۴ ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا پھر وہ مسلمان ہو گیا تھوڑا کھانے لگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

فصل ۲۵ بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہونچنے کا خوف نہیں رہتا حضرت عمرؓ و ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی مبتلائے غم یا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہونچے گی خواہ کچھ ہی ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے۔

فصل ۲۶ بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا

---

سلہ اس حدیث سے انکار لازم نہیں آیا کیونکہ یہ اثر بھی تقدیر ہی سے ہے۔ ۱۲ منہ

ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجکو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا آپ نے ارشاد فرمایا تجھکو ایسا کلام بتادوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کردے اور تیرا قرض بھی ادا کردے اس شخص نے عرض کیا بہت خوب فرمایا صبح وشام یہ کہا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری غم فکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہوگیا روایت کیا ابوداؤد نے۔

**فصل ۲۷** بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود مجھکو گدھا بنادیتے کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انھوں نے یہ بتلائے اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمُ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّ بِاَسْمَآءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ روایت کیا اس کو مالک نے اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد ومنافع ہیں جو قرآن وحدیث اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آسکتے ہیں اور ہم تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ ورسول کے فرماں بردار ہیں ان کی ایسی حلاوت ولطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کا نظیر امرا میں نہیں ملتا ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے ان کے دلوں میں نورانیت رہتی ہے جو اصلی مایہ سرور ہے خداوندا ہم سب کو اپنی طاعت کی توفیق عنایت فرمائیے اور اپنی رضامندی وقرب نصیب فرمائے

## باب تیسرا

اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔ جاننا چاہئے کہ کتاب وسنت اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالم دنیا کے دو عالم

اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے جو دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہی وہ فوراً عالم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جسکو یوم حشر ونشر کہتے ہیں سو ہر عمل کے مراتب وجودی تین ہوئے صدور ظہور مثالی ظہور حقیقی اس مضمون کو گراموفون سے سمجھنا چاہیے جب آدمی کوئی بات کرتا ہے۔ اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً گراموفون میں وہ الفاظ بند ہو گئے تیسرا مرتبہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہ پیدا ہو جائے سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے اس میں بند ہونا عالم برزخ کی پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی گراموفون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی اسی طرح مومن کو اس میں شک نہ چاہیے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا اس بنا پر یقین ہو گیا کہ آخرت[لہ] کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں سو جیسے گراموفون کے قرب ومحاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے

---

[لہ] اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے اسیطرح دوزخی سے جنتی اس سے تو صاف صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تو تمام امور اختیاریہ میں واقع ہوا کرتا ہے بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبۂ تقدیر سے مریض مرجاتا ہے مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھکر چھوڑ نہیں دیتے اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے۔ اتفاق شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال اور دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فاما من اعطی واتقی الخ۔

کیا نکل رہا ہے کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جسکے سامنے یہ گراموفون بعد میں کھولا جائے گا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہوگیا اور کچھ اسیطرح صدور اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں یہ کہیں جمع ہوتا جاتا ہے اور بلا کمی و بیشی ایک روز کھل پڑیگا اور اسوقت کوئی عذر و حیلہ احتمال کمی و بیشی کا نہ چل سکے گا اگر یہ خیال غالب ہو جاوے تو گناہ کرنے سے ایسا ہی اندیشہ ہو جیسا گراموفون کے روبرو گالیاں دینے سے جبکہ یقین ہو کہ بادشاہ کے سامنے کھولا جائے گا اور میں بھی اُسوقت حاضر ہونگا یا دوسری موٹی مثال سمجھیے درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں اول تخم ڈالنا دوسرے اسکا زمین سے نکلنا تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا ہو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا استدائی کارخانہ نہیں ہے اسی تخم پاشی پر مبنی ہے اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس پھل میں پھول لگنا ہے پس ثمرات برزخ و آخرت بالکل ان ہی اعمال اختیاریہ پر مبنی ٹھہرے جیسا جَو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا اسی طرح اعمال بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو مل جاویں اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آگیا ہوگا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ ایک بزرگ کا قول ہے۔

گندم از گندم بروید جو زجو ‎ ‎ ‎ ‎ از مکافاتِ عمل غافل مشو

اور جس طرح تخم جَو اور درخت جَو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے جسکو اہل نظر سمجھتے ہیں اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے جسکے سمجھنے کی لئے بصیرت کی ضرورت ہے باقی جسطرح درخت جَو کے پہچاننے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے اسی طرح ثمرات اعمال کو پہچان کر تبلانیوالوں کا یعنی

انبیاء و اولیاء کا ارشاد واجب القبول ہے خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے
اب ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آویں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجاویں

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ **وقوله تعالیٰ** وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ **وقوله تعالیٰ** يَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا **وقوله تعالیٰ** يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا **وقوله تعالیٰ** يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ الآیہ وغیرها من الآیات

**فصل** بعض اعمال کے آثار برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپ اسکی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے مجکو اٹھا کر کہا چلو میں ان کے ساتھ چلا ایک شخص پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لئے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے

ف یہ حدیث جواب کافی سے نقل ہے۔ ۱۲ منہ

جس سے اس کا سر کچلجاتا ہے اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہے وہ جاکر پتھر کو پھر اٹھا
لاتا ہے اور یہ ابھی یونے نہیں پاتا کہ اسکا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا وہ آکر
پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دونوں شخصوں سے تعجباً کہا سبحان اللہ یہ دونوں
کون ہیں انھوں نے کہا چلو چلو ہم آگے چلے ایک شخص پر گذر ہوا جو چت لیٹا ہے
اور دوسرا شخص اس کے پاس زنبور لئے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے
منہ کے ایک جانب آکر اسکا کلہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے پھر دوسری
طرف آکر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ ہونے نہیں پاتا کہ وہ جانب
اچھی ہو جاتی ہے پھر اس طرف جاکر اسی طرح کرتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ یہ
دونوں کون ہیں کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے ایک تنور پر پہنچے اس میں بڑا شور و
غل ہو رہا ہے ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد و عورت
ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے
ان کی قوت سے یہ بھی اونچے اوٹھ آتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں وہ
دونوں بولے چلو چلو ہم آگے چلے ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح لال تھی اور اس
نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے اس نے
بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ شخص تیرتا ہوا اودھر کو آتا ہے یہ شخص اس کے منہ
پر ایک پتھر کھینچکر مارتا ہے جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پر ہو پہنچ جاتا ہے
پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسیطرح اسکو ہٹا دیتا ہے میں نے پوچھا یہ دونوں کون
ہیں کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے ایک شخص پر گذر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی
ایسا کوئی نظر سے نہ گذرا ہو گا اور اسکے سامنے آگ ہے اس کو جلا رہا ہے اور
اس کے گرد پھر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے کہنے لگے چلو چلو ہم آگے
چلے ایک گنجان باغ میں پہونچے جس میں ہر قسم کے بہاری شگوفے تھے اور اس
باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد جس کا سر اونچائی کے سبب سے دکھائی نہیں
پڑتا بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں میں نے پوچھا

یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے ایک عظیم الشان درخت پر پہونچے کہ اس سے بڑا اور خوبصورت درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھسے کہا کہ اسپر چڑہو ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک اینٹ سونیکی ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے ہم شہر کے دروازہ پر پہونچے اور اسکو کھلوایا وہ کھولدیا گیا ہم اس کے اندر گئے ہم کو چند آدمی ملے جنکا آدہا بدن ایکطرف کا تو نہایت خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے پانی ایسا سفید جیسا دودھ ہوتا ہے وہ لوگ جاکر اس میں گر گئے پھر ہمارے پاس جو آئے تو وہ بدصورتی بالکل جاتی رہی پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل کہنے لگے یہی تمہارا گھر ہے میں نے ان دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجکو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤگے میں نے ان سے کہا آج رات بھر عجیب عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں وہ بولے ہم ابھی بتلاتے ہیں وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا اور جس شخص کے کلے اور نتھنے اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا یہ ایک شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دور دور پہنچ جاتیں اور وہ جو ننگے مرد وعورت تنور میں نظر آئے یہ زنا کرنیوالے مرد وعورت ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اسکے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خوار ہے اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اسکے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور وہ جو دراز قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین

کے بچے بھی آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی۔ اور وہ جو لوگ تھے جنکا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کئے تھے اور کچھ بد کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا فقط

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں مگر ذرا تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں مثلاً جھوٹ بولنے اور کلے چیرے جانے میں مناسبت ظاہری ہے اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہوجانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کے وقت برہنہ ہوجاتے ہیں اور جہنم میں برہنہ ہوجانا بھی مناسبت ظاہر ہے علی ہذا القیاس سب اعمال کو اسیطرح سوچ لینا چاہیئے

فصل ۲ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اسکے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاوے گا ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی مگر کہ ڈال دیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے گلے میں ایک اژدھا پھر آپ نے اس کی تائید کیلئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الآیۃ روایت کیا اسکو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل ۳ بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہوکر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اسکی جان پر پھر اسکو قتل کردے دیا جاویگا اسکو جھنڈا اسکی پشت پر گاڑ کر پکارا جاوے گا هٰذه غدرة فلان یعنی یہ فلان شخص کی بدعہدی ہے

فصل ۴ چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہوجائیگی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا اسکا نام مدعم تھا وہ مدعم حضورؐ کا کچھ
اسباب اوتار رہا تھا کہ دفعتہً اس کے ایک تیر آکر لگا جس کا مارنیوالا معلوم نہ ہوا لوگوں نے
کہا کہ بہشت اسکو مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کہو قسم ہے اس ذات کی
جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم ہونے
پائی تھی وہ آگ بنکر اسپر مشتعل ہو رہی ہے جب لوگوں نے یہ مضمون سنا ایک شخص
جوتے کا ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا آپ نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) یہ ایک تسمہ
یا دو تسمہ تو آگ کا ہے روایت کیا اسکو بخاریؒ و مسلمؒ نے

فصل غیبت کرنیکی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے قال اللہ تعالیٰ
وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ
الآیۃ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہ نہ غیبت کرے کوئی تم میں کسی کی کیا پسند کرتا ہے
کوئی تم میں یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جبکہ وہ مرا ہو۔ ضرور اسکو تو ناپسند
کروگے۔ فقط اسی وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں
محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ
ہے جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے عالم مثال میں اس شخص کی شکل اس
جانور کی سی ہو جاتی ہے امم سالقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی اس
امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں سوا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم
میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے روز اسکا ظہور ہوگا اور اہل کشف کو یہاں
ہی مکشوف ہو جاتی ہے سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی یہی
تفسیر فرمائی ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ
یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے
مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے سفیانؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے
اخلاق پر ہوتے ہیں بعض کتوں کے سوروں کے گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں

بعض بناؤ سنگار کرکے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے بعض جود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے بعض کینہ پرور ہوتے ہیں مثل اونٹ کی بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں بعض مشابہ لومڑی کے فقط امام ثعلبی نے فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے جس جانور کے عادت طبیعت پر غالب ہوگی قیامت میں اسکی شکل بن جاویگا۔

فصل۔ بعض اعمال کی صُوَرِ مثالیہ کی تحقیق حضرت مولوی روم علیہ الرحمۃ کے قول سے

؎ چوں سجودے یا رکوعے مرد کشت ٭ شد دراں عالم سجود او بہشت ٭ چونکہ پرید از دہانت حمد حق ٭ مرغ جنت ساختش رب الفلق ٭ حمد و تسبیحت بماند مرغ را ٭ ہمچو نطفہ مرغ باد ست وہوا ٭ چوں ز دستت رفت ایثار و زکوٰۃ ٭ گشت ایں دست آن طرف نخل و نبات ٭ آب صبرت آب جوئے خلد شد ٭ جوئے شیر خلد مہر تست دود ٭ ذوق طاعت گشت جوئے انگبیں ٭ مستی و شوق تو جوئے خمر بیں ٭ ایں سببہا آں اثرہا را نماند ٭ کس نداند چونش جائے آں نشاند ٭ ایں سبب ہا چوں بہ فرمان تو بود ٭ چار جو ہم مر ترا فرماں نمود ٭ ہر طرف خواہی روانش مے کنی ٭ آں صفت چوں چنانش مے کنی ٭ چوں منی تو کہ در فرمان تست ٭ نسل تو در امر تو آیند چیست ٭ میدود در امر تو فرزند تو ٭ کہ منم جزو تو کہ کردیش گرو ٭ آں صفت در امر تو بود ایں جہاں ٭ ہم در امر تست آں جو ہا رواں ٭ آں درختاں مر ترا نا برند ٭ چوں با مر تست اینجا ایں صفات ٭ پس در امر تست آنجا آں جزات ٭ چوں ز دستت زخم بر مظلوم است ٭ آں درختے گشت ازاں زقوم رست ٭ چوں ز خشم آتش تو در دلہا زدی ٭ مایہ نارِ جہنم آمدی ٭ آتشت اینجا چو مردم سوز بود ٭ آنچہ از وی زاد مرد افروز بود ٭ آتش تو قصد مردم میکند ٭ نار وے زاد بر مردم زند ٭ آں سخنہائے چو مار و کژدمت ٭ مار و کژدم گشت و می گیرد دمت۔

رجوع بہ مطلب آیات واحادیث واقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ

پس جنت دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی چیز بلا سبب ہو جاتی ہے ہر گز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے منجملہ اسباب قویہ دخول جنت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا تو حضور نے ارشاد فرمایا اعملوا فکل میسر لما خلق له یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جسکے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى۔ الآیۃ

خلاصہ یہ ہے کہ جیسا یہاں کرو گے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اُٹھ جاوے گا قال اللہ تعالیٰ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ الآیۃ یا الٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمائے اور اسقدر تذکر نصیب کر دیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو (آمین)

# باب چوتھا

اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل و تاثیر ہے اسکی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل ۱ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی صورت مثالی درخت کی سی ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں انھوں نے فرمایا کہ اے محمد اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہئے اور خبر دیدیجئے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں روایت کیا اسکو ترمذی نے

فصل [۱۲] سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی مثل ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے
نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لیا جاوے گا قران مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے آگے آگے ہوگی اس کے سورہ بقرہ اور آل عمران جیسے دو بدلیاں ہوں یا سیاہ سائباں ہوں انکے بیچ میں ایک چمک ہوگی (بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے) یا جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والی کی جانب سے روایت کیا اس کو مسلم نے۔
فصل [۱۳] سورہ قل ہو اللہ احد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے سعید ابن المسیب مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے۔ اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے قسم خدا کی یا رسول اللہ تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوالیں گے آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت وگنجائش والے ہیں روایت کیا اس کو دارمی نے۔
فصل [۱۴] عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے جو جاری ہوتا ہے ان کے لئے روایت کیا اسکو بخاری نے۔
فصل [۱۵] دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میں خواب

---

[۱] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ

[۲] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ

میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کُرتے پہنے ہیں کسیکا کرتہ تو سینہ تک ہے کسی کا اس سے نیچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی آپ نے فرمایا دین

فصل ۲ علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ خواب میں میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اسکی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا پایا پھر بچا ہوا حضرت عمر رضؓ کو دیدیا لوگوں نے عرض کیا پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی آپ نے فرمایا علم۔

فصل ۳ نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا ارشاد ہوا کہ جو شخص محافظت کریگا نماز پر وہ نماز اسکے لئے قیامت کے دن نورانی اور برہان اور نجات ہوگی۔

فصل ۴ صراط مستقیم کی شکل مثالی مثل پل صراط کے ہے امام غزالیؒ نے رسالہ حل مسائل غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیسا کہ باریکی میں خط ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں اسکا شمار ہے نہ دھوپ میں بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں پلصراط کی باریکی بھی خط ہندسی کے مثل ہے جسکا کچھ عرض نہیں کیونکہ وہ صراط مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خط ہندسی کے مثل ہے اور صراط مستقیم اخلاق متضادہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان میں وسط حقیقی سخاوت ہے تہور یعنی افراط قوت غضبی اور جبن یعنی بزدلی کے درمیان میں شجاعت اسراف

۱ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ ۲ نقل من ترجمۃ المسماۃ حقیقۃ روح انسانی ۱۲ منہ

اور تنگی خرچ کے درمیان ہیں وسط حقیقی میانہ روی ہے تکبر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں تواضع شہوت اور خمود کے درمیان میں عفت کیونکہ ان صفتوں کی دو طرفیں ہیں. ایک زیادتی دوسرے کمی وہ دونوں مذموم ہیں افراط اور تفریط کے مابین وسط ہے وہ دونوں طرفوں کی نہایت دوری ہے اور وہ وسط میانہ روی ہے نہ زیادتی کیطرف میں ہے اور نہ نقصان کی طرف میں جیسا خط فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں سے ہے نہ دھوپ میں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیئے قیامت میں صراط مستقیم کو جو خط ہندسی کیطرح ہے جسکا کچھ عرض نہیں ممثل کریں گے تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پلصراط پر برابر گذر جاویگا اور کسی طرف کو نہ جھکیگا کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی سو یہ اسکا وصف طبعی بنگیا اور عادت طبیعت ثانیہ ہوتی ہے سو صراط پر برابر گذر جائیگا اور ان دلایل سے معلوم ہوگیا کہ کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جسکو چاہا پکڑ کر جہنم میں پھینکدیا جسکو چاہا جنت میں بھیجدیا یوں مالک حقیقی کو کسب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یوں ہی ہے کہ جیسا کروگے ویسا پاؤگے اسی لیئے جا بجا ارشاد فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کی اور طرف جنت کے جسکی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے (یہ ہمارے سمجھانیکو فرمایا) سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اسکی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیۃ مرتب ہو جاتا ہے اسی لیئے بعد حکم مسابقۃ الی الجنۃ کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں چنانچہ ارشاد ہوا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

یعنی یہ جنت ایسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور جو پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنیوالوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گذرتے ہیں کوئی بیحیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر تو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انھوں نے اور وہ جانتے ہیں دیکھئے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لئے ہے جنمیں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں دیکھو پلیہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملیگا سو مسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لئے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھپر یہ اسباب لادا جائے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادنے میں انکو ایک قسم کا لطف و لذت ملتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی اعمال صالحہ مرغوب و محبوب نہ ہوں اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہے لم ار مثل الجنۃ نام طالبہا او کما قال یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جسکا طالب سوجاوے جنکو دیدہ بصیرت سے یہ مضمون مل گیا ان کو بیشک ان اعمال شاقہ میں لطف و راحت ملتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یعنی بیشک نماز گراں گذرتی ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنیوالے ہیں جنکا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں

سو نماز کے آسان ہونے کے لئے یہ یقین معین ٹھہرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جعلت قرة عینی فی الصلوٰة یعنی نماز میں مجکو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

**مشورہ نیک** جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا وسزا تمہارے ہاتھ ہے اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آویں تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خوب پڑھا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایہ میں ہوں سورہ بقرہ آل عمران کی تلاوت کیا کرو کہ وہ سائبان کی شکل میں ہونگی اگر چاہتے ہو کہ ہمکو جنت کا چشمہ ملے خیرات جاری کیا کرو اگر چاہتے ہو کہ ہمکو خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ ودین کو مضبوط پکڑو اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے خوب سیراب ہوں تو علم دین خوب حاصل کرو۔ اگر چاہو کہ پلصراط پر پل جھپکتے گذر جاؤ تو شریعت پر خوب مستقیم رہو اگر چاہو کہ صراط پر ہمارے پاس نور رہے تو نماز کا خوب اہتمام رکھو اگر چاہو جنت میں ہمکو بہت سی محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بنکر ہمکو مل جاوینگے۔ سُبحانَ الَّذِی لَا یُخلِفُ المِیعادَ وَلَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِینَ۔

**خاتمہ** بعض اعمال مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں اور بعض شبہات عوام کے جواب میں۔ یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں مگر بعض اعمال کہ بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں فعلاً یا ترکاً کہ انکے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں

**فصل ۱** ایسے طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسرے طاعات کا سلسلہ قائم ہو جاوے۔ ایک ان میں علم دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبت علماء سے بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت

وحقیقت کے جامع ہوں اتباع سنت کے عاشق ہوں توسط پسند ہوں افراط وتفریط سے بچتے ہوں خلق اللہ پر شفیق ہوں تعصب وعناد ان میں نہو گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جیسا ہمارے سردار اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے لا یزال طائفۃ من امتی منصورین علی الحق لایضرہم من خذلہم (مگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً) اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں اور جنکی ایسی ہی شان ہو انکی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مرشدی مولانا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) دام برکاتہم۔

گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث دامت برکاتہم۔

سہارنپور میں جناب مولانا ابوالحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور۔

دیوبند میں جناب مولنا محمود حسن صاحب مدرس اعلی مدرسہ دیوبند۔

وحضرت حاجی محمد عابد صاحب مقیم مسجد چھتہ دیوبند۔

انبالہ میں حضرت توکل شاہ صاحب دام برکاتہم۔

ایسے بزرگوں کی صحبت وخدمت جسقدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ ونعمت عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کے برکات خود دیکھ لیگا ایک ۲ ان میں سے نماز ہے جسطرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنیکی بھی کوشش کرے اور بدرجہ مجبوری جسطرح ہاتھ آوے غنیمت ہے اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہیگا اسکی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہیگی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْکَر الآیہ ایک ۳ ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچکر بولنا ہے ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔ ایک ۴ ان میں سے محاسبہ ومراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں میرے سب اقوال وافعال واحوال پر ان کی نظر ہے یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ

کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھکر تمام دن کے اعمال یاد کرکے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو ہو جاتا ہوں۔ ایک ششم ان میں سے توبہ و استغفار ہے جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جاکر سجدہ میں گرکر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو روو ے ورنہ رونیکی صورت ہی بنائے یہ پانچ چیزیں ہوئیں علم و صحبت علما نماز پنجگانہ قلت کلام و قلت مخالطت محاسبہ و مراقبہ توبہ و استغفار انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں تمام طاعات کا دروازہ کھل جائیگا۔

فصل ۲ دوسری ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔ ایک ۱ ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کی مفاسد دنیوی و اخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسیکا تذکرہ کرے نہ سُنے نہ اچھا نہ بُرا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اسکو ملتی ہے۔ ایک ۲ ان میں ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسیکا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔ ایک ۳ ان میں اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں حقد و حسد و غضب وغیرہ ذالک۔ ایک ۴ ان میں غصہ ہے کبھی نہیں یاد ہے کہ غصہ کرکے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام ناکردنی تھا وہ ہاتھ سے ہوگیا بعد غصہ اترنے کے جسکا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے۔ ایک ۵ ان میں غیر محرم عورت یا امرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہمکلام

ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے لپسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے ایک ان میں طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بنکر تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالےٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جائے گا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جاویں گے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا اب بیان ہے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکہ میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈالتے ہیں جب کبھی ان سے التزام طاعات و اجتناب معصیت کے لئے کہا جاتا ہے وہ ان ہی شبہات کو پیش کیا کرتے ہیں یہ شبہات دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے۔ مثلاً یہ شبہہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے یا یہ شبہہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک تو یقینی کو مشکوک کے امید میں کس طرح چھوڑ دیں جیسے کسی نے کہا ہے ؎ اب تو آرام سے گذرتی ہے ؛ عاقبت کی خبر خدا جانے ۔ سو چونکہ ہمارا روئے سخن اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے۔ اس لئے ان شبہات کو مطروح النظر کرتے ہیں۔ دوسری قسم

لہ علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کیلئے ہر وقت موجود ہیں بعد ثبوت آخرۃ کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ و نقد کماً و کیفاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں پیسہ کی چیز اگر دو پیسے میں ادھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو خوشی

وہ شبہات ہیں جنکا باعث جہل و غفلت ہے اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں بتوفیق اللہ تعالیٰ

**فصل ۱** ایک یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور رحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں سو تمکو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لئے ضرور مغفرت ہوگی ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور رحیم اس شخص کے لئے ہیں جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آیندہ اعمال کی اصلاح کرے کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور رحیم ہے جنھوں نے نادانی سے برا کام کیا پھر انھوں نے توبہ کرلی اُس کے بعد اور اپنے اعمال درست کرلئے اور جو بلا توبہ مر جاوے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

**فصل ۲** ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کرلیں گے اس شخص سے کہنا چاہیے کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ابھی تم اور زندہ رہوگے ممکن ہے شب کو سوتے کے سوتے رہ جاوٗ۔ یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مرجاتا ہے

**فصل ۳** ایک شبہہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرلیں پھر توبہ کرکے معاف کرالینگے اس شخص سے یہ کہنا چاہیے کہ ذرا اپنی اونگلی آگ کے اندر ڈالدو پھر اس پر ہم مرہم لگادیں گے یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہوجاوے گی یا اگر

(بقیہ صفحہ ۴۲) خوشبو دے ڈالتے ہیں جہاں وہ قاعدہ کہاں گیا ۱۲ منہ

توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کرلیں پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کرانیکی ضرورت ہے۔

فصل ۔ ایک شبہہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے متنفع ہوتا ہے صاحبو ذرا انصاف کرنا چاہیے جسوقت گناہ کرتے ہو کیا اسی قصد سے کرتے ہو کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے لاؤ تقدیر کی موافقت کرلیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں اسوقت تو اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا جب گناہ سے فراغت ہوجاتی ہے فرصت میں تاویل سوجھتی ہے اگر انصاف کرکے دیکھو خود اس تاویل کی بیقدری دل میں سمجھتے ہوگے دوسرے بات یہ ہے اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچاوے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو عثمان نہ لیا کرو۔ اولاد کو اور نوکروں کو تنبیہ و نصیحت مت کرو سمجھ لیا کرو کہ انکی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے نقصان کریں گے وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل ایک شبہہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جاویں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جاویں گے محنت و مشقت سب بیکار ہے ان لوگوں سے کہنا چاہیے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں و کوششیں کرتے ہو کھانے کے لئے اس قدر اہتمام کرتے ہو بوتے ہو جوتتے ہو پیستے ہو چھانتے ہو گوندھتے ہو پکاتے ہو لقمہ بنا کر منہ میں لیجاتے ہو چباتے ہو نگلتے ہو یہ بھی نہ کیا کرو گر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اتر جاوے گا۔ نوکری کیوں کرتے ہو کھیتی کیوں کرتے ہو یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو ؎

رزق ہرچند بیگماں برسد ٭ لیک شرطست جستن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو پس جسطرح باوجود ثبوت تقدیر

کے ان مسببات کے لئے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو پس اسیطرح نعمای آخرت
کے لئے وہی اسباب واعمال صالحہ جمع کرنا ضرور ہے۔

فصل ۷ ایک دھوکہ یہ ہوجاتا ہے کہ حدیث میں ہے انا عندی ظن عبدی بی
سو ہمکو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا سو خوب
یاد رکھنا چاہیے کہ رجا و حسن ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کرکے مسبب کے
مرتب ہونیکا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے اور
اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے بلکہ غرور اور دھوکہ ہے اس کی موٹی
مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کرکے اگر انتظار ہو کہ اب غلہ فضل سے خدا کے پیدا ہوگا
یہ تو امید ہے اور اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا
ہوگا تو یہ نرا جنون اور دھوکہ ہے جسکا انجام افسوس وحسرت کے سوا کچھ بھی نہیں

فصل ۸ ایک دھوکہ یہ ہوجاتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے
مرید ہیں یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں پس خواہ ہم کچھ ہی کریں
اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں صاحبو اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں
تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے۔ یا
فاطمة انقذی نفسك من النار فانی لا اغنی عنك من اللہ شیئا یعنی اے فاطمہؓ
اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کرسکتا۔
یعنی جب کہ اپنے پاس سرمایہ ایمان و اعمال صالحہ کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں
ہے اور ایمان وتقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سبحان اللہ نور علی نور ہے
اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ
ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ
یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی
اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملحق کردیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور
نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ یعنی آبار کی مقبولیت کے برکت سے

اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچا دیں گے اور آبار و اجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

فصل ۸ بعض لوگوں کو یہ شبہہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہی کیا ہے صاحبو یہ سچ ہے اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ ہے نہ انکا کوئی فائدہ مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پروا نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لئے مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لئے سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں مگر آپ تو مستغنی نہیں اس کی تو بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی دوا بتلا دے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا بھلے مانس حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا تیرا تو فائدہ ہے کہ مرض سے شفا ہو گی۔

فصل ۹ ایک شبہ بعض خشک علمار کو ہو جاتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں ان کے اعمال کا ثواب بھی ہمکو ملتا ہے وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاوے گا یا یہ کہ ہمکو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جنکے کرنے سے سیکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں مثلاً سبحان اللہ و بحمدہ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لئے ایک طواف کر لینا۔ صاحبو موٹی بات ہے اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے ادھر احادیث میں صاف صاف قید مذکور ہے اذا اجتنب الکبائر یعنی یہ اعمال اس وقت سیئات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جاوے رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں۔ صاحبو ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بدعمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں مشہور و معروف ہیں۔

فصل ۱۰ ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو ہو جاتا ہے کہ ہم ریاضت و مجاہدہ

کی بدولت مقام فنا تک پہونچ گئے ہیں۔ اب ہم کچھ رہے ہی نہیں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصا کفر و الحاد ہو جاتا ہے کہیں کہتے ہیں دریا میں قطرہ مل گیا کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کر سکتا کہیں کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں عبادت کس کی اور معصیت کس کی کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلہ ہے اور بہ مصلحت انتظام مقرر ہوا ہے۔ تمام تر باعث ان خرافات کا جہالت ہے۔

ان لوگوں کو حقایق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک و وصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا یہ ثمرہ غلو فی التوحید کا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جاوے گی، اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہوا نہ موحد اور نہ صحابہ سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف و خشیت و توبہ و استغفار و اجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالفت نفس و سزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہو جانے کے لئے کافی و وافی ہے۔

تمت

# توقع والتماس

الحمد للہ والمنۃ کہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۱۴ھ کو مقام مدرسۂ جامع العلوم کان پور میں مقصود تمام ہوا اہل فہم سے توقع ہے کہ اس رسالہ کے الفاظ و عبارت پر خردہ گیری نفرمائیں گے مقصود کو پیش نظر رکھ کر طاعات و معاصی کے ثمرات دنیا و آخرت کے سمجھینگے اور پچھلے معاصی سے توبہ کر کے آیندہ کے لئے عزم بالجزم استقامت علی الطاعات اور اجتناب سیئات کا دل میں جماویں گے اور ہمیشہ

توفیق اللہ تعالیٰ سے [illegible] اور اس ناکارہ خلائق کیلئے بھی دعائے حصول رضائے الٰہی کی گاہ گاہ فرما لیا کریں گے۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

## مناجات جس کو پڑھنا موجب مغفرت معاصی ہے

بادشاہا جرم ما را در گذار — ما گنہگاریم تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم — جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم
سالہا در بند عصیاں گشتہ ایم — آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم
دائما در فسق و عصیاں ماندہ ایم — ہمقرین نفس و شیطاں ماندہ ایم
روز و شب اندر معاصی بودہ ایم — غافل از امر و نواہی بودہ ایم
بے گنہ نگذشت بر ما ساعتے — با حضور دل نکردم طاعتے
بر در آمد بندۂ بگریختہ — آبروی خود بعصیاں ریختہ
مغفرت دارد امید از لطف تو — زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا
بحر الطاف تو بے پایاں بود — نا امید از رحمتت شیطاں بود
نفس و شیطاں زد کریما راہ من — رحمتت باشد شفاعت خواہ من
چشم دارم از گنہ پاکم کنی — پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آں دم کز بدن جانم بری — از جہاں با نور ایمانم بری

**تمام شد**